اصحابِ کہف

قرآن مجید کا یہ عجیب و غریب قصہ ہے جس کے ذریعے سمجھایا گیا کہ ایمان کس طرح محفوظ رکھتے ہیں اور نوجوان معبود کے ساتھ اپنی عبدیت کے رشتے کو قائم رکھنے کیلئے کس طرح سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں پھر ان کا آقائے حقیقی انکی کس طرح امداد فرماتا ہے یہ سب کچھ اصحاب کہف کے قصے میں موجود ہے۔

اس قصے کے محیر العقول نتائج میں ایک نتیجہ یہی ہے جو قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَكَذٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا۔ اسی طرح ہم نے انکی قوم کے لوگوں کو مطلع کر دیا تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت کے آنے میں کچھ بھی شبہ نہیں۔ (کہف)

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيٰتِنَا عَجَبًا ۝ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى
الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا
عَلٰى آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصٰى لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ۝

"اے صاحبِ قرآن کیا تو ایسا خیال کرتا ہے کہ غار اور کتبے والے یعنی اصحاب کہف ہماری قدرت کی نشانیوں میں ایک عجیب نشانی تھے؟ یہ کیا دنیا کے معمولی واقعات و معمولی مخلوق سے بھی ہماری قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہیں"۔

"ایک زمانے میں چند نوجوان غار میں جا بیٹھے اور دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر اپنی جناب سے رحمت نازل فرما اور ہمارے لئے اس کام میں جس کیلئے ہم یہاں پوشیدہ ہوئے ہیں ہمیں کامیاب فرما۔

ہم نے انکی دعا کو قبول کیا اور کئی برس تک اس غار میں انکو سلا دیا اسکے بعد پھر جگا دیا تاکہ انکے سونے کی مدت ظاہر ہو جائے۔

اصحابِ کہف کا قصہ

اصحاب کہف کے قصے کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝

وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖۤ
اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ۝ هٰۤؤُلَاۤءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ
بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا
اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝

اے صاحبِ قرآن! اصحابِ کہف کا قصہ ہم تم سے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں۔ وہ چند نوجوان تھے جو صدقِ دل سے اپنے پروردگار پر ایمان لائے اور ہم نے بھی ہر روز ان کی ہدایت میں زیادتی ہی کی۔ ان کے دلوں پر استقلال کی گرہ لگا دی کہ جب ان کو غیرِ خدا کی پرستش پر مجبور کیا جانے لگا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا اور ہجرت پر آمادہ ہو گئے کہ ایسی بستی میں رہنا بھی گناہ ہے جس میں خدا کی نافرمانی پر مجبور کیا جائے۔ ہمارا پروردگار تو وہی ہے جو زمین و آسمان کا پروردگار ہے۔ لہٰذا ہم تو اللہ کے سوا ہرگز ہرگز کسی کا کلمہ نہیں پڑھیں گے کیونکہ یہ بڑی ہی بیجا بات ہے۔

افسوس ہے ہماری قوم کے لوگوں پر جنہوں نے خدا کے سوا اور معبود اختیار کر رکھے ہیں حالانکہ ان کے معبود ہونے کا یہ لوگ کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے اور حق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یہ بڑا بھاری بہتان ہے اس لئے ان لوگوں سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں۔

بہرحال ان نوجوانوں نے ان حالات کے تحت آپس میں طے کیا کہ جب ہم اپنی قوم کے لوگوں سے اور خدا کے سوا جن کی یہ لوگ پوجا کرتے ہیں ان سے بیزار ہیں اور کنارہ کش ہو چکے ہیں تو اس بستی کو چھوڑ دیں اور چل کر کسی غار میں پناہ لیں۔ ہمیں ہمارا پروردگار اپنی رحمت سے ڈھانپ لیگا اور ہمارے لئے سہولت کے سامان مہیا کر دیگا۔

دقیانوس بادشاہ

کہتے ہیں کہ ملک روم کے دقیانوس بادشاہ نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور اس کی بادشاہت میں بتوں کی پرستش کا عام رواج تھا۔ اس نے ایک دوسرے ملک کے چند شہزادوں کو غلام بنا رکھا تھا اور مجبور کرتا تھا کہ یہ بھی اس کے سامنے سر جھکائیں۔ مگر ان توحید پرست شہزادوں نے آپس میں صلاح کی کہ کسی دوسرے مقام کو ہجرت کر جائیں جہاں اپنے پیدا کرنے والے معبودِ برحق

کہ دل کھولکر آزادی کے ساتھ عبادت کر سکیں۔

دقیانوس ایک دن تخت پر بیٹھا خدائی کا دعویٰ کر رہا تھا اور لوگ اس کے سامنے سجدہ بجا لا رہے تھے کہ اتنے میں ایک بلی اوپر سے کودی دقیانوس چونک پڑا اور ڈر گیا۔ شہزادوں نے دل میں کہا اگر یہ ملعون خدا ہوتا تو اپنی مخلوق بلی سے کیوں ڈرتا۔

اسی طرح ایک دن بر سر دربار ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں نمودار ہوا اور دقیانوس سے کہنے لگا کہ اے ملعون اگر تجھکو خدائی کا دعوے ہے تو سب سے ادنیٰ جانور مکھی ہے اس کو پیدا کر دے تو ہم سمجھیں کہ تیرا دعویٰ حق ہے۔ دقیانوس نے بہانہ کیا اور کہا کہ ہم ایسا حقیر جانور پیدا کرنا پسند نہیں کرتے۔ فرشتے نے جواب دیا کہ خالق کل شئی نے اس کو جو پیدا کیا ہے تو اس میں بھی حکمت ہے کہ خدائی کے جھوٹے دعویداروں کا اس کے نہ پیدا کر سکنے سے عجز ظاہر ہو۔ دقیانوس نے یہ سنکر ندامت سے سر جھکا لیا۔

ہجرت شہزادے ایماندار تھے اُن کے ایمان میں ان واقعات سے اور بھی زیادتی ہوتی گئی اپنے طے ہوئے مقصد کے مطابق آخر ایک دن بادشاہ کے ساتھ گیند کھیلتے کھیلتے گھوڑا بڑھا کر دور نکل گئے شام کا وقت تھا کسی کو کچھ خیال نہ ہوا اور یہ رات بھر چل کر صبح کے وقت ایک پہاڑ کی کھوہ میں داخل ہو گئے چونکہ گھوڑے سے اتر کر پیدل چلے تھے اس لئے تکان سے چور تھے نیند نے غلبہ کیا اور تھک کر ایک غار میں سو رہے۔

عجیب و غریب معاملات کا اظہار وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ؕ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ

يرجموكم او يعيدوكم في ملتهم ولن تفلحوا اذًا ابدًا ۝

اور جس طرح سے ہم نے اپنی قدرت سے اُن کو سلادیا تھا اسی طرح جگا اُٹھایا بھی تاکہ آپس میں پوچھ گچھ کریں چنانچہ جاگنے کے بعد انہیں میں سے کسی نے کہا تھا کہ تم لوگ غار میں کتنی مدت تک رہے انہوں نے جواب دیا کہ ہم بہت رہے ہونگے تو ایک دن یا اس سے بھی کم۔ مگر اسکا فیصلہ نہ ہو سکا اور آخر کار اللہ کی طرف رجوع ہوئے یعنی اس بات کا اقرار کیا کہ اس بات کو ہم نہیں جانتے خدا ہی جانتا ہے کہ ہم لوگ کتنی مدت سے اس غار میں ٹھہرے ہوئے ہیں"۔

چونکہ یہ لوگ بہت طویل مدت تک سوئے تھے اسلئے بیدار ہوئے تو بھوک کا شدید غلبہ تھا اسلئے فیصلہ ہوا کہ اپنے میں سے ایک شخص کو سکہ دیکر شہر کی طرف بھیجنا چاہئے تاکہ بقدر ضرورت اچھا کھانا لیکر چپکے سے چلا آئے اور کسی کو ہماری خبر نہ ہونے پائے کیونکہ اگر ہماری قوم کے لوگ ہماری خبر پاجائیں گے تو آکر سنگسار کر دینگے یا پھر اپنے دین میں لوٹانے کیلئے سختی کرینگے اور اگر ایسا ہوا تو ہم ہرگز فلاح کو نہیں پاسکیں گے۔

بہر حال ان میں ایک شخص جسکا نام یملیخا تھا وہ سکے لیکر کھانا لانے کو روانہ ہوا مگر ہر چیز اسکے کیلئے نئی تھی راستے مکانات کوئی بھی پہلے جیسے نہ تھے شہر کے دروازے پر پہنچا تو لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ عیسیٰ رسول اللہ اور شہر میں داخل ہوا تو بتخانوں کی جگہ پر کلیسا نظر آئے دو شخصوں کو دیکھا کہ ایک بحرمت مسیح اور دوسرا اللہ کی قسم کھا رہا ہے اور کچھ لوگ انجیل مقدس کی تلاوت کر رہے ہیں بے دینی کی جگہ پر دینداری کا چرچا ہے۔

یملیخا بار بار آنکھوں کو ملتا اور خیال کرتا کہ کہیں میں خواب میں تو نہیں ہوں آخر ایک رات میں اتنا بڑا انقلاب عظیم کیونکر ہو گیا۔

اسی حال میں ایک نانبائی کی دکان پر گیا پہلے پوچھا کہ اے بھائی تمہارے بادشاہ کا کیا نام ہے اس نے کہا رشید الرحمٰن یہ سنکر یملیخا بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اگر تو سچ کہتا ہے تو بیشک توحید پرست ہے۔ یہ درہم لے اور اسکے بدلے مجھکو کھانا دے نانبائی نے جب درہم لیے تو دیکھا کہ وزن بھی اس کا زیادہ ہے اور کسی سابق زمانہ کا ہے نانبائی بولا کہ اے شخص تو نے شاید قدیم زمانے کا خزانہ کہیں سے پایا ہے میں اس کی خبر بادشاہ کو کرتا ہوں یملیخا نے کہا نہ تو میں نے خزانہ پایا ہے

کسی غیر کا مال چھین لیا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ میں نے اپنی کھجوریں بیچی تھیں اس کی قیمت کے یہ درہم ہیں اور اس بات کو کچھ مدت بھی نہیں ہوئی۔ میرا دن ہی کہ میں اسی شہر سے نکلا ہوں اور لوگوں کو دقیانوس بادشاہ کی عبادت کرتے ہوئے چھوڑ گیا ہوں نانبائی نے خفا ہو کر کہا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے دقیانوس کو مرے ہوئے تین سو نو برس گزر چکے ہیں اور ایسے ظالم کا تو نام لیتا ہے جسنے خدائی کا دعوی کیا تھا اس بحث میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور آخر کار یملیخا کو شہر کے قاضی کے پاس حاضر کیا گیا قاضی نے واقعہ سنا تو اسکو بھی یہی گمان ہوا کہ یہ کہیں سے پرانے زمانہ کا خزانہ لایا ہے یملیخا نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں اور فلاں محلے میں مکان ہے قاضی نے دریافت کیا تو اسکا کچھ پتہ نہیں چلا آخر کار یہ معاملہ بادشاہ تک پہنچا، بادشاہ کو بھی یہی خیال گزرا کہ اسنے دقیانوس کے وقت کا کوئی خزانہ پایا ہے اسلئے اس نے بھی یہی کہا کہ تجھسے ہم سارا کا سارا خزانہ نہیں چھینتے اس میں سے صرف پانچواں حصہ دیدے جو ہمارے قانون کے مطابق ہے یملیخا حیران تھا کہ اسکے ساتھ یہ کیا معاملہ گزر رہا ہے اسنے بادشاہ سے بھی وہی کہا جو اب تک دوسروں سے کہہ چکا تھا۔ بادشاہ نے پھر کہا اگر تو سچا ہے تو بتا کہ تجھے کوئی یہاں پہچانتا بھی ہے یملیخا نے کہا ہاں اور پھر ایک ہزار آدمیوں کے نام بتا دیئے۔ بادشاہ نے حاضرین مجلس کی طرف دیکھا سب نے ہاتھ باندھ کر کہا یہ نام ہمارے زمانے کے نہیں ہیں اور اب ان ناموں کا ایک شخص بھی ہمارے شہر میں نہیں ہے یہ نام اگلے وقتوں کے ہیں۔ اب گھر کی باری آئی بادشاہ نے یملیخا کے ساتھ اپنے آدمی بھیجکر گھر دریافت کرانا چاہا، معتمدان سلطانی ساتھ ہو لئے اور گلی کوچے چھانتے ہوئے یملیخا ایک حویلی کے پاس جا کر ٹھہر گیا اور کہا کہ یہ میرا مکان ہے حالانکہ اس شہر میں اس وقت اس سے زیادہ کوئی بلند مکان نہ تھا۔ دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو ایک نہایت ہی ضعیف سن رسیدہ جسکی پلکیں تک سفید ہو گئی تھیں گھر سے باہر نکلا اور خلقت کا ہجوم دیکھکر گھبرایا اور کہنے لگا کہ تم لوگوں نے ہمارے گھر کو کس سبب سے گھیرا ہے معتمدان شاہی نے حقیقت حال سے اس کو آگاہ کیا اور کہا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ یہ گھر اس کا ہے۔ پیر مرد یہ سنکر غصہ میں آیا اور یملیخا سے پوچھا کہ تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے یملیخا نے اپنا نام بتایا تو بوڑھے نے کہا پھر تو نام لینا اپنے پھر اعادہ کیا اس وقت شیخ بے ساختہ اسکے قدموں پر گر پڑا اور بولا کہ یہ میرا دادا ہے اور قسم کھا کر کہا کہ یہ

ان نوجوانوں میں سے ایک ہی جو دقیانوس کے خوف سے خدا کی طرف بھاگے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے قصہ کی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ عنقریب زندہ ہوں گے۔

اس واقعہ عجیب کی بادشاہ کو خبر ملی تو وہ سوار ہو کر حاضر ہوا اور ملیخا کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اتر کر مشغول ہوا اور اس کے علاوہ جو لوگ تھے ملیخا کا ہاتھ پاؤں چومتے تھے انجام کار ملیخا سے باقی ہمراہیوں کا حال دریافت کیا تو اس نے مفصل بیان کیا اور کہا کہ وہ غار میں ہیں۔

یہ بھی روایت ہے کہ اس شہر کے دو بادشاہ تھے ایک مسلمان توحید پرست اور دوسرا نصرانی تثلیث پرست دونوں ملیخا کو لے کر اس غار پر حاضر ہوئے ملیخا نے قریب پہنچ کر کہا مناسب یہ ہے کہ آپ سب لوگ ہجوم کر کے یکبارگی غار کے اندر نہ جائیں وہیں ٹھہرے رہیں کیونکہ ہمارے ساتھیوں کو دقیانوس کا خوف لگا ہوا ہے یہ ممکن ہے کہ آپ لوگوں کو دیکھ کر وہ یہی خیال میں لائیں کہ کوئی نقصان پہنچانے کو آئے ہیں پہلے میں اندر جا کر ان سے سارا واقعہ کا اظہار کر دوں اس کے بعد آپ لوگوں کو بلاؤں گا۔ بادشاہوں نے اس رائے کو پسند کیا اور ملیخا تنہا غار میں پہنچا ساتھیوں نے دیکھتے ہی کہا خدا کا شکر ہے کہ تو دقیانوس کے شہر سے صحیح و سالم واپس آیا ملیخا نے کہا اس بات کو جانے دو بھلا یہ تو بتاؤ کہ ہم کتنی مدت تک سوتے رہے قولہ تعالیٰ لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ انہوں نے کہا ہم یا تو ایک دن پورا یا ایک لمحہ بھی کچھ کم سوئے ملیخا نے کہا نہیں بلکہ ہم تین سو نو برس سوئے ہوئے دقیانوس مر گیا اب یہاں شہر کا ایک مسلمان اور ایک نصرانی بادشاہ ہے وہ دونوں تمہاری ملاقات کو آئے ہیں سب نے کہا ملیخا کیا تم چاہتے ہو کہ ہم دنیا میں آغشتہ ہوں اور ہماری وجہ سے فتنہ و فساد پھیلے ملیخا نے کہا آخر کیا ارادہ ہے سب نے کہا تم آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاؤ اور ہم بھی ہاتھ اٹھاتے ہیں غرض سب نے مل کر ہاتھ اٹھایا اور جناب باری میں عرض کی کہ خدایا ہم تجھ سے اور کچھ نہیں چاہتے مگر ہاں یہی التماس ہے کہ ہماری روح قبض کر لے اور کسی کو ہمارے حال سے آگاہ نہ کر بارگاہ ایزدی میں انکی دعا قبول ہوئی اور ملک الموت نے انکی روحیں قبض کر لیں اور غار کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا۔ جب ملیخا کو بہت عرصہ گزر گیا تو وہ دونوں بادشاہ گھبرا کر غار کے پاس آئے اور کئی روز تک اس کے ہر چہار طرف دروازے کی تلاش میں رہے مگر کچھ پتہ نہیں چلا۔ سب کو تعجب ہوا اور

حیران رہ گئی اور ان کا حال محلِ عبرت بن گیا۔ واقعہ چونکہ عجیب و غریب اور عظیم الشان تھا اسلئے اسکی یادگار قائم کرنیکا خیال ہوا۔ اب بحث چھڑی کہ اس مقام پر کس کی طرف سے بطور یادگار عبادتخانہ بنایا جائے۔ نصرانی بادشاہ کا خیال تھا کہ یہ ہمارے دین پر تھے اسلئے ہم یہاں کلیسا بنائیں گے اور مسلمان بادشاہ کا کہنا تھا کہ نہیں یہ مسلمان تھے اسلئے ہم مسجد بنائیں گے

قولہ تعالیٰ۔ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا۔

اصحابِ کہف کی گنتی اور سگِ اصحابِ کہف

اصحابِ کہف کتنے تھے انکی گنتی خدا ہی کو معلوم ہے۔ مگر اتنا معلوم ہے کہ یہ جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کر کے چلے تو پیچھے ایک کتا بھی ہو لیا تھا۔ ان لوگوں نے بہت چاہا کہ اسکو بھگا دیں مگر اس نے پیچھا نہ چھوڑا مجبور ہو کر رہنے دیا۔ انکے ساتھ وہ بھی غار میں داخل ہو گیا تھا اور جو معاملہ ان کے ساتھ گزرا وہ بھی اسمیں برابر کا شریک رہا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا۔ "اے مخاطب اگر تو اصحاب کہف کو ایسے وقت دیکھے جبکہ آفتاب نکل رہا ہو تو ان کے غار سے داہنی طرف کو بچا ہوا رہتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں طرف کو کترا جاتا ہے اور یہ بات غار کی تنگی کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ تو بہت کشادہ ہے بلکہ اسلئے کہ وہ آفتاب کی تمازت سے محفوظ رہیں اور روشنی بھی ملتی رہے جسمیں آرام سے سوتے رہیں سو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرتوں میں سے ایک قدرت کی نشانی ہے جسکو خدا ہدایت دے وہی راہ راست پر ہوتا ہے اور جسکو وہ گمراہ کرے تو اسکا کارساز اور رستہ دکھلانیوالا کوئی نہیں۔" اور اے مخاطب اصحاب کہف اس حال میں اپنی غار کے اندر پڑے سوتے ہیں کہ اگر تو ان کو دیکھے تو سمجھے کہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم انکو داہنے بائیں کروٹیں بھی بدلواتے ہیں اور انکا ایک کتا بھی ہے جو غار کے در پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے۔ اگر اے مخاطب اس حال میں تو ان کو غار کے اندر جھانک کر دیکھے تو ضرور الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہو اور ان کی صورت حال کا ایسا رعب ہے کہ تجھ میں ایک دہشت سما جائے۔"